شوال کے چھ روزے

سلام مسنون! عرض خدمت یہ ہے کہ آپ نے عید کے دن شوال کے چھ روزوں کی اہمیت وافادیت بیان فرمائی، اور دیگر علمائے کرام بھی بیان کرتے رہتے ہیں، البتہ ایک اور حضرت مولانا صاحب اپنی زبانی تقریر میں منع کرتے رہتے ہیں اور ان روزوں کو مکروہ بتاتے ہیں، اور اب انہوں نے ایک فتویٰ بھی صادر فرمایا ہے، جس میں ان روزوں کو مکروہ لکھا ہے، چنانچہ عوام الناس میں اس سلسلہ میں کافی چہ مگوئیاں ہو رہی ہیں، اور وہ شش وپنج اور کشمکش میں مبتلا ہیں، آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ کی وضاحت فرماتے ہوئے جناب مولانا موصوف صاحب کے فتوے کا جواب تحریر فرمائیں، یا پھر ان کے فتوے کو درست قرار دے کر اپنے قول سے رجوع فرمائیں، مولانا موصوف صاحب کے فتوے کا متن ملاحظہ فرمائیں:

''شوال کے چھ روزے مذہب حنفی میں مکروہ ہیں، چنانچہ ''فتاویٰ عالمگیری'' میں ہے:

ویکره صوم ستة من شوال عند ابی حنیفة رحمة الله علیه متفرقا او متتابعا وعن ابی یوسف رحمة الله علیه کراهته متتابعا لا متفرقا لکن عامة المتاخرین لم یروا به باسا. (۱)

اور لفظ ''لا باس'' خلاف اولیٰ کے لئے آتا ہے، اس سے کوئی امر مستحب ثابت نہیں ہوتا۔ چنانچہ ''فتاویٰ شامی'' میں ہے:

''مطلب کلمة لا باس دلیل علی ان المستحب غیره لان الباس الشدة.'' (۲)

---

(۱) الفتاویٰ الهندیة - کتاب الصوم - باب مایکره للصائم ومالا یکره، ۱/۲۰۱ - ط: مکتبه رشیدیه کوئٹه.

وایضاً فی البحر الرائق ج۲/۲۵۸

(۲) ردالمحتار - کتاب الصلوٰة مطلب کلمة لابأس دلیل علی ان المستحب ......الخ - ۱/۲۵۸

اور ''فتح القدیر'' میں ہے:

''ووجه الكراهة انه قديفضى الى اعتقادلزومهامن العوام لكثرة المداومة ولذاسمعنامن يقول يوم الفطر '' نحن الى الآن لم يات عيدنا'' اونحوه فاماعندالامن من ذالک فلاباس لورودالحديث به. (۱)

اس زمانے میں عوام نے ان کوضروری سمجھا ہے۔اس لئے ان پرعمل کرنا منع ہے۔جیسا کہ فتح القدیر کی عبارت سے معلوم ہوا،اور ''موطاامام مالک'' میں ہے:

''قال يحيى: سمعت مالكايقول فى صيام ستة ايام بعد الفطر من رمضان انه لم يرا حدامن اهل العلم والفقه يصومهاولم يبلغنى ذلک عن احدمن السلف وان اهل العلم يكرهون ذلک ويخافون بدعته وان يلحق برمضان ماليس منه اهل الجهالة والجفاء لورأوا فى ذلک رخصة عنداهل العلم وراوهم يعملون ذالک''(۲)

باقی رہاحضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث جوترمذی ج،۱،ص۱۵۸مسلم،ج۱ ص۳۶۹میں ہے:

عن ابى ايوب الانصارى قال: قال رسول الله ﷺ:من صام رمضان ثم اتبعه ستة من شوال فذالک صيام الدهر.(۳)

---

(۱)فتح القدير لكمال الدين ابن همام – كتاب الصوم – باب مايوجب القضاء ومالايوجب – ۲۷۲/۲ ط:مكتبه رشيديه كوئته.

(۲) موطاء امام مالک – باب جامع الصيام قبيل باب ماجاء فى ليلة القدر. ص،۲۵۶ –ط: مير محمد كراچى

(۳) جامع الترمذى – كتاب الصوم –باب ماجاء فى صيام ستة ايام من شوال ۱۵۸/۱ – ط : قديمى

الصحيح لمسلم – باب استحباب صوم ستة ايام من شوال اتباعا لرمضان ۳۶۹/۱–ط: قديمى كراچى.

''تو واضح رہے کہ کسی مسئلہ کا صرف روایات میں آنا کافی نہیں ہے، بلکہ اس میں فقہا اور مجتہدین کا عمل ضروری ہے، تو شوال کے چھ روزے پر فقہاء اور مجتہدین کا عمل نہیں رہا ہے، امام مالک مدینہ منورہ کے امام ہیں۔ وہ خود فرماتے ہیں، میں نے کسی فقیہ اور مجتہد کو نہیں دیکھا کہ وہ شوال کے چھ روزے رکھے، اور نہ سلف صالحین سے ثابت ہیں جب مجتہدین اور فقہاء اور سلف صالحین کا عمل نہیں رہا ہے، لہٰذا بعد کے آنے والوں کو ان پر عمل کرنا منع ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

نوٹ: برائے احتیاط مولانا کے فتوے کی فوٹو کاپی بھی سوال ھذا کے ساتھ منسلک ہے۔

فقط والسلام

بندہ حافظ محمد سمیر قریشی-گلشن اقبال کراچی

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

شوال کے چھ روزوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی صحیح سند کے ساتھ حدیث کی مستند کتابوں میں موجود ہے:

''عن ابی ایوب عن رسول اللہ ﷺ قال: من صام رمضان ثم اتبعہ ستامن شوال فذاک صیام الدھر''. (رواہ الجماعۃ الاالبخاری والنسائی:)(۱)

ترجمہ: ''یعنی جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ ہمیشہ (یعنی پورے سال) کے روزے شمار ہوں گے''۔

اس حدیث کو امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ سب نے صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا ہے، فقہ حنفی کی معتبر کتابوں نے بھی ان روزوں کو مستحب اور سنت قرار دیا ہے، چنانچہ صاحب ''تنویرالابصار'' اور صاحب ''الدرالمختار'' لکھتے ہیں:

---

(۱) اعلاء السنن لظفر احمد العثمانی - کتاب الصوم - باب استحباب صیام ستۃ من شوال وصوم عرفۃ - رقم الحدیث ۲۵۴۱ - ط: ادارۃ القرآن کراچی.

"(وندب تفریق صوم الست من شوال) ولایکره التتابع علی المختار خلافا للثانی ـ حاوی ـ والاتباع المکروه ان یصوم الفطر وخمسة بعده فلو افطر الفطر لم یکره بل یستحب ویسن. ابن کمال" (۱)

علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے بھی "الدرالمختار" کی مذکورہ عبارت کی تشریح کرتے ہوئے مختلف کتابوں کے حوالہ سے حنفی مذہب میں راجح اور مختار قول کے مطابق ان روزوں کو ثابت کردیا ہے۔ اوراخیر میں علامہ قاسم ابن قطلو بغا کے ایک رسالہ کا حوالہ دیتے ہوئے جن لوگوں نے ان روزوں کی مطلقاً کراہت کو امام ابوحنیفہؒ کی طرف منسوب کیا ہے ان لوگوں کے دعوے کو جھوٹا اور بلا دلیل قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو "فتاویٰ شامی" کی مندرجہ ذیل پوری عبارت:

قال صاحب الهداية في كتابه التجنيس ان صوم الستة بعدالفطر متتابعة منهم من كرهه والمختار انه لاباس به لان الكراهة انما كانت لانه لايؤمن من ان يعدذلك من رمضان فيكون تشبهابالنصارىٰ والآن زال ذلك المعنى اه. ومثله في كتاب النوازل لابي الليث والواقعات للحسام الشهيدوالمحيط البرهاني والذخيرة وفي الغاية عن الحسن ابن زيادانه كان لايرى بصومهاباساًويقول كفىٰ بيوم الفطرمفرقابينهن وبين رمضان اه. وفيهاايضاًعامة المتاخرين لم يروابه باساًواختلفوا هل الافضل التفريق اوالتتابع اه. وفي الحقائق صومهامتصلابيوم الفطريكره عندمالك وعندنالايكره وان اختلف مشايخنافي الافضل وعن ابي يوسف انه كرهه متتابعاوالمختار لابأس به اه. وفي الوافي والكافي والمصفىٰ يكره عندمالك وعندنالايكره وتمام ذلك في

(۱) الدرالمختار – كتاب الصوم –مطلب في صوم الست من شوال ۲/۴۳۵.

رسالة" تحرير الاقوال في صوم الست من شوال" للعلامة قاسم وقدردفيهاعلى مافي منظومة التباني وشرحهامن عزوه الكراهة مطلقاالى ابي حنيفة وانه الاصح بانه على غيررواية الاصول وانه صحح مالم يسبقه احد الى تصحيحه وانه صحح الضعيف وعمد الى تعطيل مافيه الثواب الجزيل بدعوى كاذبة بلادليل ثم ساق كثيرامن نصوص كتب المذهب فراجعها فافهم .(۱)

سوال کے ساتھ منسلک ایک محترم جناب مولانا صاحب کے فتوی میں فتاویٰ عالمگیری اورالبحرالرائق کےحوالہ سے جوان روزوں کومکروہ کہا گیا ہے،افسوس یہ ہے کہ انہوں نے فتاوی عالمگیری کی آدھی عبارت نقل کر کے استدلال فرمایا ہے،کاش وہ بعدوالی عبارت بھی پڑھ لیتے،جس میں اصح قول کے مطابق کراہت کومسترد قرار دے کراستحباب کوثابت کیا گیا ہے۔ملاحظہ ہو" فتاویٰ عالمگیری" کی عبارت:

"ويكره صوم ستة من شوال عندابى حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ متفرقاكان اومتتابعاوعن ابى يوسف كراهته متتابعالامتفرقالكن عامة المتاخرين لم يروابه باسا"(۲)

(یہاں تک مذکورہ فتوی میں عبارت درج ہے، اورآگے متصلاً مندرجہ ذیل عبارت ہے، جس کوفتوی میں شامل کرنے کی زحمت نہیں کی گئی ہے)

والاصح انه لاباس به كذافي محيط السرخسي. وتستحب الستة متفرقة كل اسبوع يومان كذافي الظهيرية (۳)

پھرآگے جناب مولاناصاحب نے "لاباس" کےکلمہ پرگفتگوکرتے ہوئے فتاوی شامی کےحوالہ سے ارشادفرمایاکہ"لاباس،،خلاف اولی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔کاش مولانا،فتاویٰ شامی کے اس غیر

---

(۱) الدرالمختارمع حاشيةردالمختار-كتاب الصوم-مطلب فى صوم الست من شوال-۲/۴۳۵.

(۲) الفتاوى الهندية-كتاب الصوم-الباب الثالث فيمايكره للصائم ومالايكره-۱/۲۰۱.

(۳) المرجع السابق.

متعلقہ مقام کے بجائے خود وہ مقام مطالعہ فرماتے، جہاں علامہ شامی نے شوال کے چھ روزوں کا مستقلاً ذکر کیا ہے جس کا حوالہ اور پوری عبارت اوپر درج ہے۔ اور اگر غیر متعلقہ مقام کو دیکھنا ہی تھا تو پھر ذرا اور آگے دوسرے مقام پر علامہ شامیؒ کی مندرجہ ذیل عبارت **کلمة لاباس قدتستعمل فی المندوب کمافی البحر من الجنائز والجهاد** (ردالمحتار ص۱۱۹، ج اول)(۱) کا مطالعہ فرما کر اس نتیجہ پر پہنچ جاتے کہ کلمہ ''لا باس'' مندوب و مستحب کے لئے بھی سیاق و سباق کی مناسبت سے استعمال ہوتا ہے۔ اور زیر بحث مسئلہ میں سیاق و سباق کی مناسبت سے استحباب ہی کے لئے استعمال ہوا ہے۔

مولانا کے فتوی میں فتح القدیر کی عبارت بھی ناقص نقل کی گئی ہے، چنانچہ انہوں نے کراہت پر استدلال کرتے ہوئے **ووجه الكراهة** سے اخیر تک فتح القدیر کی عبارت نقل کی ہے اور، اس سے قبل وہ عبارت جو عامۃ المشائخ کے نزدیک ثبوت و استحباب پر دلالت کرتی ہے، اس کو قلمبند نہیں فرمایا ہے، وہ عبارت یہ ہے:

''وعامة المشائخ لم يروابه باسا، واختلفوا فقيل الافضل وصلهابيوم الفطر، وقيل بل تفريقهافي الشهر، وجه الجوازانه قدوقع الفصل بيوم الفطرفلم يلزم التشبه باهل الكتاب''(۲)

اور یہ کہنا کہ اس زمانہ میں عوام نے اس کو ضروری سمجھا ہے، اس لئے ان پر عمل کرنا منع ہے، یہ بھی درست نہیں ہے، اس لئے کہ آج کل کوئی بھی ان روزوں کو فرض یا واجب نہیں سمجھتا، خواص کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، عوام کو جب بھی ان روزوں کی ترغیب دی جاتی ہے تو ساتھ ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ روزے فرض یا واجب نہیں ہیں، محض مستحب اور باعث ثواب ہیں، اور رہا یہ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ''موطا'' میں ان روزوں کو منع کیا ہے۔ اور اہل علم کے نزدیک مکروہ قرار دیا ہے۔ تو اس کے بارہ میں عرض یہ ہے کہ ایک صحیح حدیث کی موجودگی میں جس کو جمہور امت نے **قدیماً وحدیثاً** تسلیم کیا ہو، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو جو کسی بھی مرفوع روایت سے مؤید بھی نہیں ہے، ترجیح دینا اصول کے خلاف ہے۔ اور جو لوگ مسلکاً مالکی بھی نہ ہوں ان کا یہ کام انجام دینا تو باعث حیرت بھی ہے۔ دوسری بات یہ ہے

---

(۱) رد المحتار-كتاب الصوم-مطلب كلمة لابأس قد تستعمل للمندوب-۱/۱۱۹.

(۲) فتح القدير-كتاب الصوم-باب مايوجب القضاء والكفارة-۲/۲۷.

کہ امام مالک علیہ الرحمۃ نے بھی مطلقاً منع نہیں فرمایا ہے بلکہ ان روزوں کو فرض یا ضروری قرار دینے کو منع فرمایا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ خود مالکی مذہب سے تعلق رکھنے والے اہل علم نے بھی امام مالک علیہ الرحمہ کے اس قول کی بنیاد پر مذکورہ صحیح وصریح، مرفوع حدیث کو ناقابل عمل نہیں سمجھا ہے۔ بلکہ امام مالک علیہ الرحمۃ کے قول کی صحیح تاویلیں پیش کی ہیں!

مشہور مالکی فقیہ ومحدث ''علامہ ابن عبدالبر'' تیس جلدوں پر مشتمل اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الاستذکار'' (جو موطا امام مالک کی شرح ہے) میں شوال کے چھ روزوں کی اہمیت مذکورہ حدیث کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے متعلق لکھتے ہیں کہ: امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ روزے ان شاء اللہ مکروہ نہیں ہوں گے، ہاں ان روزوں کو فرض قرار دینا منع کرتے ہیں۔

ملاحظہ ہو ''علامہ ابن عبدالبر'' کی عبارت:

واماصيام الستة الايام من شوال على طلب الفضل وعلى التاويل الذى جاء به ثوبان ــ رضى الله عنه ــ فان مالكالايكره ذلك ان شاء الله، لان الصوم جنة وفضله معلوم لمن ردطعامه وشرابه وشهوته لله تعالٰى وهوعمل بروخير، وقد قال الله تعالىٰ عزوجل ''وافعلوا الخير'' (سورة الحج ۷۷) ومالك لايجهل شيئامن هذاولم يكره من ذلك الاماخافه على اهل الجهالة والجفاء اذااستمر ذلك وخشى ان يعدوه من فرائض الصيام مضافاالى رمضان، وماظن مالكاجهل الحديث والله اعلم، لانه حديث مدنى انفردبه عمربن ثابت، وقدقيل انه روى عنه مالك ولولاعلمه به ماانكره واظن الشيخ عمربن ثابت لم يكن عنده ممن يعتمده عليه، وقد ترك مالك الاحتجاج ببعض مارواه عن بعض شيوخه اذالم يثق بحفظه ببعض مارواه، وقديمكن ان يكون جهل الحديث ولوعلمه لقال به. والله اعلم (۱)

---

(۱) الاستذكار لابن عبدالبر المالكى - كتاب الصوم - باب جامع الصيام ۳/۳۸۰ - ط: دار الكتب العلمية.

اسی طرح مشہور حنفی فقیہ ملک العلماء علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''بدائع الصنائع'' میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ذکر کر کے لکھتے ہیں۔ کہ مکروہ صورت وہ ہے کہ عید کے دن بھی روزہ رکھا جائے اور بعد میں پانچ اور روزے رکھے جائیں، اور اگر عید کے دن چھوڑ کر اس کے بعد چھ روزے رکھے تو یہ مکروہ نہیں بلکہ مستحب اور سنت ہیں۔

''والاتباع المكروه هوان يصوم يوم الفطر ويصوم بعده خمسة ايام فامااذا افطريوم العيدثم صام بعده ستة ايام فليس بمكروه بل هو مستحب وسنة''(۱)

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی علیہ الرحمۃ نے اپنی مشہور کتاب ''اعلاء السنن'' ص ۱۷۷، الجزء ۹، میں ان چھ روزوں کو مستحب قرار دیتے ہوئے ایک باب، ''باب استحباب صيام ستة من شوال'' قائم کر کے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے، اسی طرح حضرت علامہ محمد یوسف بنوری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ''معارف السنن شرح الترمذی'' میں امام ابوحنیفہ اور امام مالک علیہما الرحمہ کی طرف منسوب کراہت کے قول کو صیغہ تمریض ''نسب'' کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد اخیر میں علامہ قاسم بن قطلو بغا کے رسالہ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علامہ قاسم بن قطلو بغا نے حنفی مذہب کے نصوص سے یہ ثابت کر دیا ہے، کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف علیہما الرحمہ کے نزدیک یہ روزے مستحب ہیں، ''معارف السنن'' کی عبارت ملاحظہ کرنے کے لئے پیش خدمت ہے:

نسب الى ابى حنيفة ومالك كراهتهاوالى الشافعي واحمداستحبابهاوالنقول التى حكاهاالمتاخرون من ابن نجيم والكمال وابن الكمال وغيرهم من علمائنامضطربة ولكن افردهذاالموضوع المحقق العلامة الحافظ قاسم بن قطلوبغابرسالة خاصة سماها''تحرير الاقوال فى صوم الست من شوال'' وحقق من

(۱) بدائع الصنائع -كتاب الصوم -باب الصيام فى الأيام المكروهة- ۲/ ۲۱۵. ط: دار احياء

نصوص المذهب استحبابها عند ابی حنیفة و ابی یوسف، ثم اختلفوا هل الافضل التفریق او التتابع بعد الاتفاق باداء اصل الفضیلة بای طریق کان من غیر کراهة ؟ واختار ابویوسف التفریق وراجع للتفصیل "ردالمحتار". (۱)

موجودہ عصر کے مشہور محقق وفقیہ "الدکتور وھبہ الزحیلی" نے اپنی کتاب "الفقہ الاسلامی وادلتہ" میں ان روزوں کو جو بالاتفاق بین الائمہ مستحب ہیں، گنتے ہوئے نمبر چار میں شوال کے چھ روزوں کو ذکر کیا ہے، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ان روزوں کے استحباب پر چاروں مذاہب کے علماء متفق ہیں ملاحظہ ہو مذکورہ کتاب کی عبارت:

"وایام صوم التطوع بالاتفاق مایلی : ۱ ...... ۲ ......

۳ ...... (۴) صوم ستة ایام من شوال ولو متفرقة" (۲)

اس تحقیق کے بعد عام لوگوں کے فائدہ کے لئے اس بحث کا خلاصہ پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں

خلاصہ

(۱) شوال کے چھ روزے مستحب اور باعث ثواب ہیں، رمضان کے ساتھ ساتھ ان مستحب چھ روزوں کی وجہ سے پورے سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے اس لئے ان کا اہتمام کیا جائے۔

(۲) یہ روزے فرض یا واجب نہیں ہیں، اور اگر کوئی نہیں رکھتا تو گناہ گار بھی نہیں ہوگا۔ البتہ ان روزوں کا مذکورہ ثواب جو حدیث میں بتایا گیا ہے وہ اس کو حاصل نہ ہوگا۔

(۳) شوال کا پہلا دن (عید کا دن) چھوڑ کر اس مہینے کے اندر اندر کسی بھی وقت یہ روزے رکھے جاسکتے ہیں، مسلسل یا متفرق دنوں میں رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں جس طرح آسان ہو اس کے

---

(۱) معارف السنن -کتاب الصوم-باب ماجاء فی صیام ستة أیام من شوال -ط: المکتبة البنوریة.

(۲) الفقه الاسلامی وأدلته، للدکتور وهبة الزحیلی-کتاب الصوم -النوع الرابع -صوم التطوع او الصوم المندوب -۲/۵۸۸-ط: دار الفکر بیروت.

مطابق عمل کیا جائے۔

اخیر میں دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور تمام مسلمان بھائیوں کو حق بات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کتبہ الحقیر عبدالروف الغزنوی عفا اللہ عنہ
استاذ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
امام وخطیب مدینہ مسجد، گلشن اقبال کراچی
۱۰/۱۰/۱۴۱۸ھ

الجواب حق والحق احق ان یتبع
محمد عبدالمجید دین پوری
دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

الجواب صحیح واعظم اللہ اجر المجیب
نظام الدین شامزی
استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

اصاب المجیب فیما اجاب واجاد فیما افاد
وفقہ اللہ تعالیٰ لما یحبہ ویرضاہ
محمد تقی عثمانی عفی عنہ

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان عفی عنہ
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
۱۷/۱۰/۱۴۱۸ھ